AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 4, December 2022, PP: 01-14
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

پیر کرم شاہ الازہری کے افکار و خدمات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Research Based Critical Study of Views and Services of Pir Karam Shah Al Azhari

Sumera Ashraf
Teaching Associate, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Pakistan

ABSTRACT

Syed Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari (1 July 1918 – 7 April 1998) was an Islamic Scholar, chief Justice of The Supreme Court of Pakistan ,Muffasir, Seerah writer and Muslim leader. He is known for his magnum opus, Tafseer meaning "The light of the Qurān". He is also the author Zia un Nabiﷺ, or "Life of Prophet Muhammad ﷺ", a detailed biography of Muhammad ﷺ in seven volumes. Syed Pir Karam Shah Al-Azhari was a scholarly and intellectual personality, in this regard he rendered immense services for the sake of knowledge, thought and public interest. In this article, an effort will be made to present an unbiased comment on his thoughts and services with thorough research and critical eye, therefore the purpose of the essay is to discuss in detail what was the purpose of life and the code of life more than the conditions of life. That is why this article has been written.

Keywords: *Syed Pir Muhammad Karam Shah, Tafseer, Zia ul Quran, Zia un Nabi.*

تمہید

دین اور دنیا دونوں میں کمال درجے کی مہارت رکھنا اور ان دونوں کا کسی ایک شخصیت میں درجۂ کمال تک پایا جانا اس شخصیت کے علمی اور فکری عروج کی علامت ہوتا ہے۔ دنیا میں ایسی بہت سی شخصیات ہیں جنھوں نے دنیا میں رہتے ہوئے دین کی سربلندی کا فریضہ سرانجام دیا۔ انہیں میں سے ایک نام سید پیر کرم شاہ الازہری کا بھی ہے۔ آپ ایک علمی و فکری شخصیت تھے۔ آپ نے علمی، فکری اور مفادِ عامہ کے لیے بے حد خدمات انجام دی۔ آپ اپنی زندگی میں دین و دنیا کو جس طرح ساتھ لے کر چلے وہ لائق تحسین ہے۔ ہمارے ہاں یہ تصور عام ہے کہ اگر انسان کا تعلق دین سے ہو تو وہ دنیا کی زندگی سے کٹ جاتا ہے اور گوشہ نشینی اختیار کرلیتا ہے۔ مگر پیر صاحب نے اس کے برعکس ثابت کر کے دکھایا کہ ایک حقیقی مومن نہ صرف دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلتا ہے بلکہ وہ دنیاوی کام میں بھی کامیاب ہوتا ہے کہ جس طرح آپ ایک عالم، مفسر، صوفی بزرگ، سیرت نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب جسٹس بھی تھے۔ اس مضمون میں کوشش کی جائے گی کہ آپ کے افکار و خدمات پر ایک بھرپور تحقیقی و تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیتے ہوئے غیر جانبدارانہ تبصرہ پیش کیا جائے۔

تعارف

پیر صاحب کی ولادت 21 رمضان المبارک 1336ھ بمطابق یکم جولائی 1918ء شب دوشنبہ بعد نماز تراویح بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ پیر کرم کے اسم گرامی کے بارے میں مشہور قول ہے کہ پیر کھارا صاحب پیر محمد کرم المعروف "بڑی سرکار" کے ساتھ آپ کے خانوادہ کے نسبی تعلقات تھے۔ اس لئے آپ کے دادا پیر امیر شاہ نے ان کی نسبت سے آپ کا اسم گرامی محمد کرم شاہ تجویز فرمایا۔ آپ کا شجرہ نسب شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سے ملتا ہے۔

[1] آپ نے سب سے پہلے قرآن کی تعلیم سے اپنے علمی سفر کا آغاز کیا۔ 1925 میں آپ نے دنیاوی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ 1936ء میں آپ نے میٹرک کیا۔[2] 1941ء میں اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیا اور شیخ محمد عربی، جناب رسول خان صاحب، مولانا نورالحق جیسے اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ پیر کرم نے امتیازی نمبر حاصل کر کے صوبہ پنجاب میں اول پوزیشن لے کر فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ 1945 میں آپ نے بی اے کیا اور اور ایک بار پھر صوبہ پنجاب میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ستمبر 1951ء میں جامعہ الازہر مصر میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی ساتھ جامعہ قاہرہ سے ایم-اے کیا۔ جامعہ الازہر سے ایم- فِل نمایاں پوزیشن سے کیا۔ یہاں آپ نے تقریباً ساڑھے تین سال کا عرصہ گزارا۔ آپ کے مقالہ کا عنوان الحدود فی الاسلام تھا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے تدریسی سفر کا آغاز کیا۔[3]

علوم دینیہ

پیر کرم شاہ نے حضرت مولانا محمد قاسم بالاکوٹی سے فارسی کتب، فارسی زباں کریما، پندنامہ فارس، مصدر نافیوض، نام حق پڑھیں اور صرف و نحو اور کافیہ بھی سیکھنے کے لیے ان کے ہی آگے زانوئے تلمذ تہہ ہو۔ اس کے بعد مولانا عبدالحمید صاحب سے الفیہ، شرح جامی، رسائلِ منطق و فلاسفی، قطبی، میر قطبی، مبرزی، ملاحسن اور سنجانی و دیگر کتب پڑھیں جو آپ کے لسانیات و فہم و دانش کے میدان میں روشن خیالی کا سبب بنی۔ دیگر کئی علماء سے بھی آپ نے علم دین کی بعض دوسری مشہور و معروف کتب کا مطالعہ کیا۔ [4]علوم عقلیہ و نقلیہ، فرضیہ سے فراغت کے بعد دورہ حدیث کیلئے شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، سیال شرف کے حکم پر حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

سے اکتسابِ فیض حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ آپ سے از حد خوش و مطمئن تھے اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے جب آپ 1942 میں مراد آباد (جو اب ہندوستان میں ہے) گئے تو مولانا صدر العزیز مراد آبادی پورے دل سے پاکستان کی جدوجہد میں مصروف تھے لیکن انہوں نے پیر محمد کرم شاہ کو حدیث کی تعلیم دینے میں کبھی دقیقہ فروگزاشت نہ چھوڑا۔ آپ نے 1943 میں دورہ حدیث مکمل کیا اور حضرت دیوان صاحب کے دست مبارکہ سے دستار الفت حاصل کیا۔ اس موقع پر مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے کہا:

"مجھے آج اطمینان ہے کہ میں نے دینی علم اور حدیث کا بھروسہ انتہائی مناسب شخص تک پہنچایا"۔[5]

اساتذہ:

آپ نے درج ذیل شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے:

مولانا محمد قاسم بالا کوٹی، مولانا عبد الحمید، مولانا غلام نعیم الدین مراد آبادی، مولانا قاضی ثناء اللہ، مولانا حمید الدین، شیخ محمد عربی، مولانا غلام محمد، مولانا حمید الدین مانسہرہ، مولانا غلام رسول، مولانا نور الحق، انیس عبادہ، محمد النبار، ڈاکٹر مصطفیٰ شبلی، مولانا محمد عمر، شیخ محمد ابو زہرہ، مولانا محمد دین۔

آپ کی حالاتِ زندگی کا مختصر تجزیہ کیا جائے تو حالات و شواہد سے ثبوت ملتا ہے کہ پیر صاحب خوف خدا رکھنے والے خدا ترس و مخلص انسان تھے جو بہر حال مسلم قوم کی بقاء چاہتے تھے اسی بنا پر آپ کی کوشش ہوتی کہ کسی کو بھی آپ سے تکلیف نہ پہنچے۔ الطاف عامر صاحب لکھتے ہیں کہ.....

> پیر محمد کرم شاہ الازہری سے ایک مرتبہ ملاقات کے دوران میں نے اُن سے کہا کہ پیر صاحب! مجھے لگتا ہے آپ مقامِ قطبیت پہ فائز ہیں، تو پیر صاحب دیر تک روتے رہے اور پھر فرمانے لگے کہ "دُعا کرو جب بروزِ محشر نبی رحمت شفیعِ امّت ﷺ کے غلاموں کی صف بندی ہو، اُس صف کے آخر میں اگر کرم شاہ کو جگہ مل جائے تو مقدّر کی بات ہے![6]

پیر صاحب انسان دوست قسم کی فطرت رکھنے والے انسان تھے لوگوں سے یکساں رویہ و دوستانہ تعلقات رکھنے کے ضمن میں اکثر تائید کی۔ اپنے تلامذہ کی تربیت اور کردار سازی کی۔ مسالک کی، مذہب کی بنیاد پر قتل و غارت، غلط زباں، گالم گلوچ سے سخت بیزار تھے۔ بلکہ برملا منبر و تحریر میں اس چیز کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔ تناظر قرآن میں آپ اکثر امن و امان کا پیام دیتے تھے۔

پیر صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

> وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا[7] ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے تھے۔
>
> آپ اس آیت کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے!
>
> آج ہم بھی اسی مقام پر کھڑے ہیں، ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب اور ایک کعبہ رکھنے والی قوم نے اپنے آپ کو بے شمار فرقوں میں بانٹ رکھا ہے اور علماء سُوء نے ان کے درمیان نفرت و عداوت کی اتنی بلند دیواریں کھڑی کر دی ہیں کہ اب ان کے آپس میں مل بیٹھنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔[8]

آپ کی حیات کا جائزہ لیا جائے تو آپ نے مخالفت و تنقید کے باوجود وہ تمام کام انجام دیے جو آپ نے چاہا، جس کا عزم

کیا، یہ آپ کی شخصیت کا ایک مثبت پہلو ہے کہ اگر آپ نیک نیتی کے ساتھ کوئی بھی کام انجام دیتے ہیں جس سے ملک کا، قوم کا نفع ہو تو یقینی طور پر وہ کام انجام دینے چاہییں۔ جس طرح پیر کرم نے ملک و قوم کا، مسلمانوں کا بھلا سوچ کر شروع کیے بلکہ نہ صرف انجام دیے بلکہ بناڈرے پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ یہ بات یقینی طور پر ان کے لیے اس دور میں چیلنج ہو گی مگر یہ بات تسلیم کرنے کی ہے کہ انھوں نے ہر میدان میں کام کیا، اور ایسا کیا کہ آج بھی ان کا کام زندہ ہے۔ لوگ ان کا نام لیتے ہیں انہیں یاد رکھتے ہیں، ان کی علمی خدمات، تصانیف، تقاریر اور علمی درسگاہوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ یہ بلاشبہ اپنی جگہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اختلاف و تنقید اپنی جگہ مگر اس بات میں شک نہیں ان کی خدمات و امور نے خود اپنا لوہا منوایا ہے۔

پیر صاحب کی علمی خدمات

آپ کی علمی خدمات کا اعتراف عالمی سطح پر کیا جاتا ہے۔ آپ نے تحریر، تقریر، تدوین، تصنیف، تشہیر، تجرید ہر طرح سے خدمات انجام دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مختلف درس گاہیں بھی بنوائیں۔ اگر ان کا جائزہ ایک نظر میں اس طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔

- دار العلوم محمد یہ غوثیہ کی نشاۃ ثانیہ: تعلیمی مدارج طے کرنے اور مصر سے لوٹنے کے بعد آپ نے دار العلوم محمد یہ غوثیہ بھیرہ کی نشاۃ ثانیہ فرمائی اور اس کا نصاب ترتیب دینے میں جدت و دین کا خیال رکھا۔ خانقاہ عامر ثقلین کے قریب مرکزی کیمپس کی ایک خوبصورت عمارت کھڑی کر دی گئی۔ اس کے بعد القمر کیمپس بنایا گیا تھا جسے خوبصورتی سے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس ادارے کی عطا کردہ ڈگری ایم اے (عربی اور اسلامی علوم) کے مساوی ہے۔ یہ ادارہ ملک کے مذہبی اداروں میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ دار العلوم محمد یہ غوثیہ کے متعدد سابق طلباء حکومت اور نجی اداروں میں لیکچرار / پروفیسر (عربی اور اسلامی علوم) کی حیثیت سے قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ متعدد دینی علماء ایسے نامور ادارے سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد اوقاف اور پاک افواج میں خطیب کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اسلامی اسکالرز کے ذریعہ اس ادارے کی خدمات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس بات میں شک نہیں کے آپ کے تلامذہ، آپ کی اولاد اور قوم پاکستان میں آپ کے بوئے گئے بیج آج تناور درخت بن چکے ہیں۔ اس کی شاخیں پاکستان، برطانیہ، یورپ سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں خدمت دین کا فریضہ ادا کر رہی ہیں۔ اس ادارہ کے فارغ التحصیل علماء بھی پوری دنیا میں دین اسلام کے اجالے پھیلا رہے ہیں۔[9]
- آپ نے ایک عظیم درس گاہ "الکرم یونیورسٹی" قائم کی جو آج بھی ترویج علم کے کار میں مصروف ہے۔
- آپ نے تقاریر و خطابات کے ذریعے اس وقت کے علماء میں تحریکی شعور بیدار کیا۔[10]

تصانیف

پیر صاحب نے مختلف شعبہ جات پر کتابیں تحریر کیں جن میں سے آپ کی مایہ ناز تصانیف جنہوں نے بہت شہرت پائی وہ درج ذیل ہیں:

1۔ ضیاء القران

پینتیس سو صفحات پر مشتمل یہ تفسیر القران پانچ جلدوں میں موجود ہے جو تقریبا 19 سال کے عرصے میں مکمل کی گئی اس تفسیر پر کئی مقالہ جات مختلف تناظر میں لکھے جاتے رہے ہیں اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔

2۔ضیاء النبی ﷺ

یہ سات جلدوں میں سیرت النبی ﷺ پر مشتمل مجموعہ ہے۔اس کے انگریزی ترجمے پر بھی کام جاری ہے۔

3۔جمال القران

یہ قران پاک کے اردو ترجمہ کا مجموعہ ہے۔جس کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

4۔سنت خیر الانام

یہ کتاب بین الاقوامی الازہر یونیورسٹی میں شامل نصاب ہے اور یہ آپ نے دوران تعلیم ہی جامعہ الازہر میں تالیف کی تھی۔

5۔ماہنامہ ضیائے حرم

1971 میں جاری کیا گیا اور تاحال شائع ہو رہا ہے۔

6۔دعوت فکر و نظر (طلاق ثلاثہ کی بابت آراء پر مشتمل)

7۔قصیدہ اطیب النغم فی مدح سید العرب العجم۔[11]

8۔ضیاء القران پبلیکشنز

جون 1974ء میں لاہور میں یہ پبلیکشنز تعمیر کیا گیا جو کہ علم کی ترویج میں آج بھی قائم ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے سینکڑوں مقالات لکھے، منکرین حدیث کے خلاف تحریری خدمات انجام دی۔[12]

ضیاء القران کی خصوصیات

تفسیر ضیاء القران پر متعدد مقالہ جات، مختلف تناظر میں تحریر کیے گئے ہیں۔یہاں مختصراً ضیاء القران کی خصوصیات ذکر کی جارہی ہیں کہ تفسیر ضیاء القران کا کثیر حصہ تفسیر بالماثور پر مشتمل ہے۔اس کی تفہیم و تفسیر میں احادیث سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔آثار صحابہ، اقوال اور مستند تفاسیر کا ذکر اس میں موجود ہے۔فصاحت و بلاغت کا اطلاق کیا گیا اور ادبی جہت کو مدِ نظر رکھا گیا۔اسی طرح اس کو دور حاضر کی بہترین تفسیر کہا جاتا ہے۔اس کی ہر سورت مقدمے کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔اس میں معاشرتی مسائل کا ذکر ان کے حل کے ساتھ موجود ہے۔یہ اسرائیلیت سے مستثنیٰ ہے۔[13]

تفسیر ضیاء القرآن سے متعلق علمائے دین کی آراء

اس تفسیر کی خوبیوں کے بارے میں علمائے کرام کی آراء درج ذیل ہیں:

طالب ہاشمی لکھتے ہیں:

”تفسیر ضیاء القرآن میں ترجمہ کا انداز بے مثل و بے نظیر ہے اور قرآن پاک کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ سمجھنے کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں حق تعالیٰ نے خود حضرت پیر کرم شاہ کی راہ نمائی فرمائی۔تفسیر کا انداز بیان نہایت دل نشین اور اثر انگیز ہے اور پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ علم و حکمت کی ایک جوئے رواں ہے جو مسلسل بہہ رہی ہے اور ہر شخص اس سے بقدر ظرف استفادہ کر سکتا ہے۔“[14]

پروفیسر شاہ فرید الحق فرماتے ہیں:

"قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں ایک طرف تو خدا تعالی کی وحدانیت کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف حضور ﷺ کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ دور حاضر کے بعض مفسرین نے عظمت رسالت مآب ﷺ کو ملحوظ نہیں رکھا لیکن تفسیر ضیاء القرآن کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس میں جہاں دلائل توحید پر بڑی واضح بحثیں ملتی ہیں وہاں عظمت رسالت ﷺ بھی اپنی رعنائی کے ساتھ موجود ہے۔"[15]

پیر صاحب کی سیاسی خدمات

پیر صاحب کی سیاسی خدمات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ تحریک پاکستان کے ایک سرگرم کارکن رہے۔ آپ نے ملک کی سیاست میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ جمعیت علمائے پاکستان میں شامل ہوئے اور اس جماعت کے سینئر نائب صدر رہے۔ انہوں نے حکومت کے تمام تشکیل شدہ نظاموں کی سختی سے تردید کی۔ پیر صاحب نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے سوشلسٹ خیالات کی وجہ سے تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھا۔ انہوں نے 1974 میں تحریک ختم نبوت میں سرگرم کردار ادا کیا اور ضیا حرم کے اداروں میں حکومت پر زور دیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ پیر صاحب نے 1977 میں تحریک نظام مصطفی ﷺ میں حصہ لیا تھا۔ انہیں بھٹو حکومت نے قید کیا تھا اور جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لاء لگانے پر رہا کیا تھا۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق سے ملک کے ان تمام اداروں کی چشم پوشی کی درخواست کی جو آپ کے لیے مخلص تھے۔ اور آپ کے کاموں میں آپ کے حامی تھے۔ اور یہ آپ کی ذات کا روشن پہلو تھا کہ یہاں آپ نے اپنی دینی بصیرت ظاہر کی اور عیب پوشی کو ترجیح دی۔

- تحریک نظام مصطفی ﷺ میں پیر صاحب کا کردار:

تحریک نظامِ مصطفی ﷺ 1977 میں ذوالفقار علی بھٹو کے سوشلسٹ اور کسی حد تک ماڈرن ازم کی طرف مائل نظریات کے رد کے بنا پر قائم کی گئی تھی۔ اس تحریک کا مقصد قوم کے نوجوانوں کو دین پر قائم رکھتے ہوئے دور حاضر کے مطابق و نظامِ مصطفی ﷺ سے ہم آہنگ کرنا تھا۔ اسی بنا پر ذوالفقار علی بھٹو نے آپ کی مخالفت کی، آپ کو بارہا اس وجہ سے جیل جانا پڑا اور ایک بار مستقل طور پر تین ماہ تک رہنا پڑا۔ اگر سیاسی تناظر میں نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا آپ نے اس ضمن میں ایک باشعور شخصیت ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اس دائرہ کار میں اپنے تلامذہ کی کردار سازی کی۔ آپ اپنی تقاریر میں فرمایا کرتے تھے کہ:

"سیاست عبادت ہے۔ پاکستان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اس خطے کے لوگوں کے لیے تحفہ ہے۔ جو سیاست دان پاکستان سے محبت کرتا ہے وہ کردار اور گفتار میں انتہائی پاکیزہ و باشعور ہو گا۔ گندے لوگ نازیبا گفتگو کرتے ہیں گالیاں دیتے ہیں۔ اگر سیاستدان گالیاں دیں تو جان لیں وہ پاکستان سے محبت نہیں کرتے ہیں"[16]

- تحریک پاکستان میں پیر کرم شاہ صاحب کا کردار:

تحریک پاکستان کے وقت آپ ایک نوجوان سرگرم کارکن تھے۔ آپ کا تعلق ایسے ہی علمائے کرام اور اولیاء اللہ سے تھا جنہوں نے پاکستان کی آزادی کے لئے کام کیا۔ آپ کے استاد حدیث نعیم الدین مراد آبادی اور ان کے مرشد خواجہ قمر الدین تحریک پاکستان کے حامی تھے۔ انہوں

نے اپنی یاد میں ڈاکٹر علامہ اقبال کی متعدد اردو اور فارسی آیات کو محفوظ کیا تھا جس کے ساتھ ساتھ مشہور شعراء کی بہت ساری عربی اور فارسی آیات بھی نقل کی تھیں جن کا حوالہ انہوں نے اپنی تحریروں میں دیا ہے۔ تحریک پاکستان کو لے کر کانگریس کی مکمل کوشش تھی کہ مسلم قوم کو گم راہ کر کے الگ ملک کا خیال ان کے قلب وذہن سے مٹا دیا جائے مگر آپ عالم شباب میں تھے پاکستان کے حامی تھے، سرگرم کارکن تھے اور پر اثر آواز رکھتے تھے۔1940 میں قرار دادِ پاکستان کی منظوری کے بعد کانگریس نے جلاسل کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ جاری کیا وہ علاقے خاص ہدف تھے جہاں مسلم اکثریت موجود تھی۔ اس طرح ایک بڑا جلسہ (بھیرہ سرگودھا) میں بھی منعقد کیا گیا جس کی مکمل کوشش تھی مسلمانوں کو گم راہ کرتے ہوئے قیام پاکستان میں رخنہ کی صورت پیش کی جائے۔ بعد کے معاملات جب گھمبیر صورت اختیار کر گئے تو فیصلہ کیا گیا کہ مسلم لیگ کا ایک جلسہ منعقد کیا جائے جس میں قائد اعظم خود شرکت فرمائیں۔ اس وقت آپ نے قائد اعظم سے پہلی ملاقات کی۔1942 میں آپ مراد آباد تشریف لے گئے تحریک پاکستان اور قائد اعظم سے آپ کی وابستگی کا یہ عالم تھا کہ وہ متعدد بار قائد اعظم سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔ جس وقت جاگیر دارانہ خوف کی وجہ سے حامیانِ الگ وطن کچھ بول نہیں سکتے تھے تب آپ نے مسلم لیگ کا پرچم اٹھایا اور ضلع سرگودھا میں آپ نے تحریک پاکستان کے لیے آواز بلند کی۔ بھیرہ شریف میں ہندو اکثریت تھی مسلمانوں کی تعداد کمزور وقلیل تھی اس وقت پیر کرم نے یونینسٹ پارٹی کا زور توڑنے کے لیے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے قائد اعظم کو مدعو کیا کہ اس وقت مخالفین کو جواب دیں مگر قائد اعظم نہ پہنچ سکے اس وقت آپ نے بہترین انداز میں قیادت کے فرائض انجام دیتے ہوئے پیغام دیا اور اتنی مدلل انداز میں تقریر کی اور دو قومی نظریہ کا دفاع کیا کہ جواہر لعل نہرو اور گاندھی کے تمام سازشی نکات کا قلع قمع ہو گیا اس وقت پنجاب حکومت میں رپورٹ دی گئی کہ اگر کانگریس کا جلسہ سیر تھا تو مسلم لیگ کا جلسہ سوا سیر تھا۔1946 کے سرگودھا جلسے کی کامیابی کا سہرا پیر کرم شاہ کے سر پر ہی رکھا جاتا ہے۔ اس وقت ان کی جماعت کو جماعت جند اللہ کہا گیا۔[17]

- تحریک ختم نبوت ﷺ میں آپ کا کردار

اگست 1988 میں، جنرل ضیاء الحق کی درخواست پر، شیخ صاحب نے جنیوا کا سفر کیا اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن میں پاکستانی قادیانیوں کے ذریعہ اٹھائے گئے مسئلے پر حکومت پاکستان کے مؤقف کا دفاع کیا۔ قادیانیوں نے کمیشن کو شکایت درج کروائی کہ پاکستان میں ان کے انسانی حقوق پامال کیے جا رہے ہیں۔ تین دن تک مسلسل غور وفکر کے بعد کمیشن میں پندرہ ججوں میں سے تیرہ ججوں نے اعلان کیا کہ در حقیقت قادیانیوں کے حقوق پاکستانیوں یا حکومت پاکستان کی طرف سے پامال نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ اس وقت بڑا کارنامہ تھا کہ آپ نے جس طرح سے جینوا بورڈ کے سامنے دلائل کا انبار لگایا۔ اور بورڈ کی منظوری قادیانی مخالف حاصل کی۔1980 میں جنرل ضیاء الحق نے اسٹار آف ڈسٹنگشن سے اسی خدمت کے عوض نوازا۔

- اعزازات

بطور جسٹس پیر کرم شاہ الازہری کی خدمات

جب جنرل ضیاء الحق نے فیڈرل شریعہ عدالت قائم کی، پیر صاحب نے جون 1981 میں اس عدالت کے اسلامی قانون کے ماہر ہونے کی حیثیت سے حلف لیا۔ انہیں سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت بینچ میں شامل کیا گیا۔ انہوں نے عدالت عالیہ کے مشہور ججوں کے ساتھ

کام کیا، جن میں جسٹس نسیم حسن شاہ اور ایم رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان) شامل ہیں۔ آپ نے اس دوران کچھ تاریخی فیصلے لکھے جن میں رجم، عائلی قوانین وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ہی وہ دور تھا جب پیر صاحب نے طلاق ثلاثہ کا مسئلہ مکتب اہل حدیث کے تناظر میں پیش کیا اور ایک رسالہ دعوتِ فکر و نظر لکھا۔ اس ضمن میں نہ صرف علماء کمیٹی کی جانب سے یا اپنے مسلک بلکہ مکتب دیوبند کی جانب سے بھی شدید رد عمل سامنے آیا تھا (اس موضوع پر بھی تفصیلی تبصرہ کیا جائے گا) وہ اپنے انتقال تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے جسٹس کے عہدے پر فائز رہے۔

ستارہ امتیاز: حکومت پاکستان نے 1980ء میں آپ کی علمی و اسلامی خدمات کے اعتراف میں ستارہ امتیاز کے اعزاز سے نوازا۔

نوط الامتیاز: صدر مصر حسنی مبارک نے 6 مارچ 1993ء میں دنیائے اسلام کی خدمات کے صلے میں نوط الامتیاز کے اعزاز سے عزت افزائی کی۔

سند امتیاز: حکومت پاکستان اور حکومت آزاد کشمیر نے 1994ء میں سیرت کے حوالے سے گراں قدر خدمات کے اعتراف میں اعزاز دیا گیا۔[18]

الدائرہ الفخری: ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے جامعہ الازہر کا یہ سب سے بڑا اعزاز آپ کو آپ کی علمی خدمات کے عوض عطا فرمایا۔[19]

جج: 1981 میں آپ کو بطور جج وفاقی شرعی عدالت مقرر کیا اور اس ضمن میں سولہ سال تک خدمات انجام دیں[20]

جینوا بورڈ: پیر کرم کو عالمی دارالمال اسلامی جنیوا کے ڈائریکٹر بورڈ کے ممبر مقرر کیا گیا اور جینوا میں قادیانیت کے خلاف مہم کا حصہ رہے اور ضیاء الحق کی جانب سے مقرر کردہ کارکن کی صورت میں رہے۔

چیئرمین رویت ہلال کمیٹی: رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئرمین بھی رہے اور اس سلسلے میں آپ نے کافی خدمات انجام دیں۔

بادشاہی مسجد لاہور کی خطابت: آپ کو بادشاہی مسجد کی خطابات سونپنے کا ارادہ کیا گیا جب آپ کو بادشاہی مسجد لاہور کی خطابت پیش کی گئی تو آپ کا جواب سن کر ایوان حکومت پر سناٹا طاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:

"یہاں آکر شاید حق کا اظہار صحیح انداز میں نہ کر سکوں اس لئے میں یہ منصب قبول نہیں کر سکتا۔[21]

پنجاب حکومت نے آپ کی خدمات کے عوض آپ کے اہل خانہ کو بھی سرکاری اعزاز سے نوازا۔[22]

پیر کرم شاہ الازہری پر کیے گئے اعتراضات پر ایک نظر:

پیر کرم شاہ الازہری صاحب کی علمی، فکری، تعلیمی اور تدریجی خدمات کے باوجود کچھ ایسے معاملات رہے جو ان کی شخصیت پر باعث اعتراضات بنے اور ان کے معاملات کو لے کر مسلکی سطح پر وجہ تنازعہ بنے۔ ذیل میں ان اعتراضات کو بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ طلاق ثلاثہ سے متعلق پیر صاحب کی رائے پر اعتراض:

طلاق ثلاثہ کے بارے میں مختصراً یہ بیان ہے کہ جس وقت پیر صاحب کو وفاقی شریعت عدالت میں بطور جسٹس تعینات کیا گیا اس وقت عائلی قوانین دفعہ 7 کو لے کر علماء کا مؤقف یہ تھا بلکہ تا حال ہے کہ یہ دفعہ قران و سنت کے صریح خلاف ہے۔ اس وقت پیر صاحب نے ایک رسالہ بنام "دعوتِ فکر و نظر" تحریر کیا جس میں ائمہ اربعہ کا مؤقف و دلائل بیان کرتے ہوئے طلاق ثلاثہ کے بارے میں تحریر کیا مگر جو وجہ باعث تنازعہ بنی وہ یہ کہ آپ نے گذارشات میں دلائل کے ساتھ یہ بیان کیا کہ اگر ایک ساتھ تین طلاق دی جائے تو اہل علم اس میں کوئی صورت نکالیں۔ کیا اسے ایک طلاق تسلیم کیا جا سکتا ہے۔[23]

اب ظاہر سی بات ہے مکاتب فکر میں احناف کا مذہب سب سے زیادہ عملی لحاظ سے مشہور ہے اور یہاں تو بات ائمہ اربعہ سے بھی باہر کی جا رہی

تھی، علماء کرام کا اس وقت اس بات کا شدید رد فطری بھی تھا اور جائز بھی تھا۔ لیکن اس بابت جب ذاتی طور پر تحقیق کی تو چند نکات سامنے آئے کہ جس کے تحت بات کو واضح کرنے کے لیے بیان کر دینا بہتر ہے کہ پیر کرم شاہ نے وہ رسالہ کس تناظر میں تحریر کیا جو کہ بعد میں علماء کے رد کے بعد بیان بھی کیے گئے۔[24]

لیکن یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ یہ رسالہ فتوی نہیں تھا صرف دلائل دو طرفہ کا بیان تھا۔ یہ اس تناظر میں لکھی گئی کہ یہ مفاد عامہ کے لیے شاید کوئی بہتر صورت کا سبب ہو۔ یہ صرف رائے تھی کوئی حتمی بات نہیں تھی بلکہ علماء کی طرف صرف گذارش تھی کیوں کہ بھیرہ شریف کا اپنا فتوی تین طلاق کو تین طلاق ہی مانتا ہے، ایک نہیں۔

اب بات یہ ہے کہ یہاں یہ اجتہاد کی بھی صورت نہیں بن پا رہی، نیز یہ صریح طور پر قران و سنت کے منافی ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرتی سطح پر بہتری کے بجائے ایک بے راہ روی کا دروازہ کھولنے کا سبب بنتا مرد ذات اس بات پر شیر ہو جاتے اور ان کے لیے طلاق کی طلاق بھی نہ رہتی، جب دل چاہتا اس کا بے دریغ استعمال کیا جاتا طلاق صرف اور صرف کھیل بن کر رہ جاتی، پھر یہ ایک اور فتنہ کا در کھولنے کا سبب بن جاتی ابھی ایک متنازعہ فقہی مسئلے پر عمل کرتے گروہ کے ایک مسئلے کو نیک نیت اگر اپنا بھی لیا جاتا تب مزید مسائل اس صورت میں ہو سکتے تھے کہ اسی مکتب فکر کا مطالبہ مزید فقہی مسائل کی بابت اطلاق و عمل پر مصر ہونے کا سبب بن سکتی تھی بہر حال اس وقت علماء کا رد عمل درست تھا۔ باقی اس کے کیا کیا نقصانات ہو سکتے ہیں اس پر ایک الگ سے مضمون تحریر ہو سکتا ہے۔

تحذیر الناس سے متعلق اعتراض:

ضیاء النبی ﷺ سات جلدوں پر مشتمل ایک بہترین سیرت النبی ﷺ پر مبنی اعزازی انعام یافتہ کتاب ہے۔ یہاں وجہ اختلاف مسلک اہل سنت والجماعت کی جانب سے تھا جن کا موقف تھا کہ ضیاء النبی ﷺ میں معتبر طرائق سے تحذیر الناس کے مصنف کا ذکر ہے۔ واضح رہے تحذیر الناس جس پر علماء و مفتیان اہل سنت کی جانب سے فتوی تکفیر ہے، اس کا ذکر ہے جو کہ قابل قبول کم از کم مکتب اہل سنت کے علماء و مفتیان کے لیے نہیں ہو سکتا تھا۔

مجموعی طور پر یہ کوئی بڑا و قابل گرفت اعتراض یا اختلاف نہیں تھا لیکن یہاں وجہ ذکر صرف شخصی پہلو اجاگر کرنا تھا۔[25]

یہ مفتیان کی، اسلاف کی ابحاث ہے اس لیے صرف اسی پر اکتفاء کیا جا سکتا ہے کہ پیر صاحب پر صلح کلیت کا اطلاق کیا جاتا رہا ہے اسی تناظر میں یہ بات ہے اور اس وقت وجہِ تنقید کا سبب بنی۔

3۔ گستاخ نبی ﷺ کی بابت مؤقف:

گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں پیر صاحب کا موقف یہ ہی ہے کہ وہ "کافر" ہو گا لیکن یہاں وجہ اختلاف و تنازعہ کچھ غلط فہمی اور گمان پر مبنی ہے۔ ضیاء النبی ﷺ عالمانہ و محققانہ اسلوب کے ساتھ عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی اور دل کے تاروں کو چھوتی ہوئی کسی بھی مسلمان کے لیے ایک بہترین کتاب ہے، اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر جو جدید بحثیں مستشرقین اور دیگر معترضین نے اٹھائی ہیں، پیر صاحب نے ان کو بھی سیرت نگاری کا موضوع بنایا ہے[26]۔ دو جلدوں میں ان اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دیا ہے۔ اور اسی کتاب کی دو جلدوں میں گستاخ رسول ﷺ کی بابت تفصیلی گفتگو ہوئی ہے۔ نیز اس ضمن میں غلط فہمی اس بنا پر ہوئی کہ آپ کسی نشست میں

تھے اور آپ نے وہاں یہ جملہ کہا کہ کافر کو تب تک کافر نہ کہا جائے جب تک اس کا کفر نہ دیکھ لیں، اب جب یہ نشست تحریری طور پر شائع کی گئی تو وہاں لکھا گیا کہ گستاخِ رسول ﷺ کو کافر نہ کہا جائے گا۔ اسی بات کو تقویت ان دو جلدوں میں موجود مدلل ابحاث کو بنا کر سیاق و سباق کے پیش کیا گیا۔ ظاہر سی بات ہے کسی بھی کلمہ گو شخص کے لیے یہ بات کیوں کر گوارہ ہو سکتی ہے کہ گستاخی رسول ﷺ بھی ہو اور اسے کافر بھی نہ کہا جائے۔ اگرچہ بعد ازاں انھوں نے اس بات کی تردید بھی کی۔ اس ضمن میں ایک مضمون بھی تحریر کیا جو کہ ضیائے حرم میں شائع کیا گیا۔[27]

یہاں بس اتنا اضافہ کافی ہو گا یہ اعتراض غلط فہمی و غلط بیانی کے سبب تھا اس پر بعد ازاں بھیرہ شریف سے کوئی بحث نہ ہوئی بلکہ وہاں کی تعلیم بھی یہ ہی ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کافر ہے اور سزا کا مستحق ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ تمام معاملہ سراسر افراط و غلط فہمی پر مبنی رہا۔

4۔ تبدیلیِ نصاب سے متعلق اعتراض:

اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ ہر دور میں ارتقاء ضروری ہے اور وہ ارتقاء شعور و آگاہی اور تعلیم کی ترقی کے ساتھ مزین ہو، نسل نو کے اذہان کی آبیاری کے ساتھ منسلک ہو۔ اس ضمن میں آپ نے اس کمی کو اور بڑھتے ہوئے خلاء کو محسوس کر لیا تھا۔ آپ نے قدیم و جدید علوم سے مزین نصاب کی طرف سوچ ہموار کی جس کے پس منظر صرف اور صرف مسلم قوم کی فلاح تھی، جو علماء کو قومی دھارے سے جوڑے رکھے اور قائدانہ صلاحیت بیدار کر سکے۔ چنانچہ اسی ضمن میں آپ نے جب "دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ" کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز فرمایا تو ایک ایسا نصاب مرتب کیا جس میں دورِ حاضر کے مطابق جدت تھی۔

مگر یہاں آپ کو تجدد پسندی کے جرم میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وجہ یہ تھی کہ یہ نیا اور منفرد تجربہ تھا اس لیے جب پیر صاحب اس سلسلے میں عملی اقدامات کے لیے اترے تو ان گنت مسائل کا سامنا ہوا اور یہ مسائل اپنے ہی مسلک کی جانب سے تھے۔ اس پر جمال کرم میں مکمل ایک فصل موجود ہے۔ آپ کے مشہور سوانح نگار پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب نے پیر صاحب کی سوانح عمری "جمال کرم" میں جلد اول میں ان تمام مسائل کا ذکر کیا ہے۔ نئے نصاب کی ترتیب کے بارے میں جو پیر صاحب کا موقف تھا وہ یہ تھا کہ دینی مدارس کا نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے جس سے فراغت پانے کے بعد انسان میں علوم جدیدہ سے پوری واقفیت اور حالات حاضرہ پر گہری نظر ہونے کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ میں ٹھوس قابلیت پیدا ہو جائے۔ سطحی قسم کے علماء الحاد و فجور کے اس خوف ناک سیلاب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ملت کو ایسے علماء کی ہرگز ضرورت نہیں جو اسلام کی ابدی تعلیمات کو حالات حاضرہ سے ہم آہنگ کرنے کے خبط میں قطع و برید اور تبدیلی و تحریف تک آمادہ ہوں بلکہ ایسے مردان کار کی ضرورت ہے جو ایمانی فراست کو کام میں لاتے ہوئے حالات کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور اس کے لیے علوم دینیہ میں مہارت ضروری ہے۔[28]

پیر صاحب نے دینی مدارس کے روایتی نصاب میں صرف و نحو، ادب و انشاء، معاشیات و سیاسیات، اردو و انگریزی زباں میں تدریس، علوم القران تاریخ والحدیث اور تاریخ کا اضافہ کیا۔[29]

یہاں اس بات کا کہنا غلط نہ ہو گا یہ اس وقت کا بہترین قدم تھا جس میں آپ تنہا مسافر تھے۔ اس بات کو واضح کرنے کے لیے صرف اتنا کہنا ہی کافی ہو گا کہ اس دور میں بھی تبدیلی نصاب ناگزیر ہے تو یقینی طور پر اس وقت یہ از حد ضروری ہو گی اور یہ نکتہ پیش کرنا یقینی طور پر

آپ کی فہم و فراست و بصیرتِ بعید کو ثابت کرتا ہے لہذا اس سلسلے میں یہ کہنا کافی ہے کہ ہمیں اس سلسلے میں دور حاضر میں بھی کام کرنا چاہیے تاکہ مسلمان دینِ اسلام کے تحت دور حاضر میں ہم آہنگ ہو سکیں۔ پیر صاحب کی فہم و فراست، بصیرت و دانش اور موقع کی مناسبت سے امور کی انجام دہی آپ کے علمی افکار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ تعلیم کو دور جدت سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ہمیشہ پر زور رہے۔ لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کی علمی خدمات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے ہر میدان میں سینہ سپر ہو کر کام کیا۔ پھر چاہے تحریر، تقریر، تصنیف، تدوین، اشاعت، ترویج علم ہو یا علمی درس گاہوں کا قیام ہو، پیر صاحب نے ہر میدان میں کام کیا اور ایسا کیا کہ وہ آج تک جاری ہے۔

حرف آخر

چنیدہ افراد کی طرف اسلام کی تبلیغ کا کام من جانب اللہ منسوب کر دیا جاتا ہے۔ ایسے افراد دنیا میں رہتے ہوئے دین کے کاموں میں لگے رہتے ہیں اور درویشانہ طرز پر رہتے ہوئے حق کا پرچم سربلند رکھتے ہیں۔ انہیں شخصیات میں سے ایک شخصیت سید پیر کرم شاہ الازہری کی ہے۔ یہ ایک فرد نہیں بلکہ ایک عہد ساز شخصیت اور تحریک کا نام ہے۔ آپ بلند پایہ عالم دین اور صاحب شخصیت انسان تھے۔ آپ نے ساری زندگی اسلام کی خدمت میں صرف کر دی۔ یہ سچ ہے پیر صاحب جیسے لوگ مرا نہیں کرتے بلکہ ان کے سامنے وقت سرنگوں ہو جاتا ہے۔ وہ باوزن جج تھے۔ 80 سال کی عمر میں بھی ان کے چہرے پر کوئی شکن نہیں دیکھی گئی بلکہ ان کا چہرہ جگ مگ کرتا ہوا شفاف اور نورانی تھا۔ آپ کی تحاریر پر اعتراضات بھی کئے گئے لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو آپ ہمیشہ امت کے معاملات کو بہتری کی طرف لے جانے کے لیے ہی کوشاں رہے۔ آپ کی مایہ ناز تصانیف میں ضیاء القرآن اور ضیاء النبی ﷺ کی وجہ سے ہی آپ کو ضیاء الامت لا لقب دیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق نے ایک مرتبہ آپ کے بارے میں کہا تھا کون کہتا ہے کہ پاکستان غریب ہے جب کہ ہمارے پاس پیر کرم شاہ الازہری جیسی شخصیت موجود ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1]۔ حافظ احمد بخش، حضور ضیاء الامت کا مختصر پس منظر اور دور طالب علمی، (لاہور: ماہنامہ ضیائے حرم، ضیاء الامت نمبر، ۱۹۹۹)، ص23۔

Hāfiz Ahmed Bakhsh, Brief background and student period of Zia Al-Umat.(Lahore:monthly Ziā e Haram,1999)p.23.

[2]۔ ایضاً، ص24

Same,p.24.

[3] ایضاً، ص31۔

Same,p.31.

[4] محمد اکرم ساجد، تجلیات ضیاء الامت، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز)، ص22۔

Muhammad Akram Sajid, Tajaliāt Zia Al-Umat, (Lahore: Zia Al-Qurān publications), p.22.

[5] سعادت علی قادری، ضیاء الامت نمبر، (لاہور: ادارہ ضیائے حرم، 1999)، ص4

Sādat Ali Qādri, Zia Al-Umat Number,(Lahore:Zia Haram,1999) p.4.

[6] جسٹس ریٹائرڈ نذیر احمد غازی میزبان صبح نور 92 نیوز

Justice Retired Nazēr Ahmed Ghāzi, Guest of Subh e Nōr 92 News.

[7] القرآن 3:105۔

AL-Qur'ān 3:105.

[8] پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2014ء) جلد1، ص261

Pir Karam Shah Al-Azhari, Tafsēr Zia AL-Qurān, (Lahore: Zia Al-Qurān publications,2014) v.1,p.261

[9] ڈاکٹر علی اکبر، ضیاء حرم، (اسلام آباد: ماہ نامہ ضیائے حرم)، ص31-30۔

Dr.Ali Akber, Zia e Haram,(Islam Abad: monthly Zia Haram) p.30-31.

[10] حافظ احمد بخش، جمالِ کرم، (لاہور: ضیاء القران پبلیکیشنز 1999) ص4

Hāfiz Ahmed Bakhsh,jamāl e Karam.(Lahore: Ziā AL- Qurān Publications,1999)p.4.

[11] مکتوبات ضیاء القران پبلیکیشنز

Maktōbāt Zia Al- Qurān Publications

[12] حافظ احمد بخش، مقالات ضیاء الامت، (لاہور: ضیاء القران پبلیکیشنز)

Hāfiz Ahmed Bakhsh,Maqālāt Zia Al-Umat.(Lahore: Ziā AL- Qurān Publications

[13] ارم شاہین، ضیاء القران کے امتیازات،

Irum Shahēn, Ziā AL- Qurān k Imtiazāt,

[14]روزنامہ امت، اشاعت خصوصی۔9/03/1993

Daily News Ummat, Special Publication 9.3.1993.

[15]ایضاً

Same

[16]حافظ احمد بخش، پیر کرم شاہ اور ان کی سیاسی خدمات،

Hāfiz Ahmed Bakhsh, Pir Karam Shah aur in ki Sīasī Khidmāt,

[17]ڈاکٹر میر، تحریک پاکستان میں علماء کا کردار،(لاہور: اردو بازار)

Dr.Mīr, Tahrēk e Pakistanmn Ulmā ka Kirdār,(Lahore: Urdu Bazar)

[18]حافظ احمد بخش، جمال کرم، جلد 1، ص55

Hāfiz Ahmed Bakhsh,jamāl e Karam.v.1, p.55.

[19]احسن عظیم، پیر کرم کی خدمات، (بھیرہ: الکرم یونیورسٹی)

Ahsen Azēm, Pīr Karam ki Khidmāt,(Bhera: Al-Karam University)

[20]حافظ احمد بخش، جمال کرم، جلد 1، ص56

Hāfiz Ahmed Bakhsh,jamāl e Karam.v.1, p.56.

[21]پیر کرم شاہ کی علمی خدمات، ماہنامہ الشریعہ

[22]حافظ احمد بخش، جمال کرم، ص337

Hāfiz Ahmed Bakhsh,jamāl e Karam,p.337.

[23]ضیاء الامت فاؤنڈیشن ویب

[24]پیر کرم شاہ الازہری، دعوت فکر و نظر، (لاہور: ضیاالقراان پبلیکیشنز)

Pīr Karam Shah Al-Azhari, Dāwat Fikar o Nazar,(Lahore: Zia Al-Qurān Publications)

[25]ضیاء الامت۔ ادارہ ضیائے حرم

[26]سید سعادت اللہ حسینی، مکتوبات سیرتِ نگاری، (کراچی: روزنامہ جنگ)

Syed Sādat Allah Husainī, Maktōbāt Sērat nigārī,(Karachi:Daily News Jang)

[27]پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1993ء) جلد 6، ص7

Pīr Karam Shah Al-Azhari, Zia Al-Nabiﷺ, (Lahore:Zia Al-Qurān Publications,1993) v.6, p.7

[28]مقالات ضیاء، ضیاء القران پبلیکیشنز

Maqālāt Zia, Zia Al- Qurān Publications

[29] حافظ احمد بخش،جمال کرم،ص76

Hāfiz Ahmed Bakhsh,jamāl e Karam.p.76